قسط ۔ ۲

خلیل ابن احمد فراہیدی

(شاہد اسلم ، ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ایک بار لیث نے ایک حسین وجمیل خوبصورت باندی بہت ہی زیادہ قیمت میں خریدی اور اسکو اپنے ایک دوست کے گھر میں لونڈی بناکر رکھا جبکہ اس کی بیوی ایک خاندانی شریف مالدار اور نہایت ہی حسین اپنے شوہر کی پوجا کرنے والی اس کی بنت عم تھی۔ جب اسے معلوم ہوا تو وہ رقابت کی آگ میں جلنے لگی اور اسے اس بات پر بہت زیادہ رنج وغم ہوا اور اس نے کہا کہ بخدا میں لیث کو ضرور غیظ میں مبتلا کروں گی۔ چنانچہ وہ اب اسکو غیظ میں ڈالنے کی فکر میں لگی رہتی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ لیث "کتاب العین" سے کتنا زیادہ پیار کرتا ہے اور اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے اس کے ضائع ہونے سے جو غم ہوگا وہ کسی دوسری چیز سے نہیں ہوگا کیونکہ اس کے نزدیک مال و دولت کی کوئی وقعت نہیں تھی چنانچہ اس نے ایک روز کتاب العین کو جلاکر اپنے منصوبہ کو تکمیل تک پہونچا دیا۔ جب لیث دار برامکہ جہاں اسے صبح وشام جانا پڑتا تھا واپس آیا تو حسب عادت اس نے کتاب کو دیکھنا چاہا غلام کو آواز دیا اور کہا کہ جاکر کتاب کو لائے لیکن کتاب نہ ملی لیث اس بات سے بہت ناراض ہوا اور اس نے سوچا کہ کتاب کسی نے چرالی ہے تمام غلاموں کو اکٹھا کیا اور سب سے اس کے متعلق سوال وجواب کرنے لگا اور خوب ڈرایا دھمکایا تو آخر ڈر کر ایک غلام بول پڑا کہ کتاب بیگم صاحبہ لے گئی ہیں لیث اصل حقیقت کو سمجھ گیا اور بیگم کے پاس پہونچا اور منانے لگا اس نے قسم کھائی کہ اب باندی مجھ پر حرام ہے۔ بیوی اسکو اس کمرے میں لے گئی جہاں کتاب جلکر راکھ ہوگئی تھی۔ یہ دیکھ کر لیث کو بہت رنج وافسوس ہوا اس کے

حواس باختہ ہوگئے اب خلیل ابن احمد نحوی بھی عالم بالا و دانی کو کوچ کر گئے تھے اور دنیا میں اس کا کوئی دوسرا نسخہ بھی موجود نہ تھا اب لیث کیا کرسکتا تھا لیکن چونکہ اس نے کتاب کا آدھا حصہ یاد کر لیا تھا لہٰذا اس نے اس وقت کے تمام بڑے بڑے علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے اس کا نصف حصہ پیش کیا اور ان سے کہا کہ اس کے معیار کے مطابق بقیہ حصہ تیار کرو علماء نے اپنی پوری جدوجہد اور صلاحیت کو صرف کر دی اور کتاب تو کافی کوششوں کے بعد لکھ ڈالی لیکن اس کے معیار کے مطابق نہیں لکھ پائے اس لئے کتاب کے دو حصے نظر آتے ہیں پہلا حصہ تو بہت ہی مضبوط اور اعلیٰ و محکم ہے لیکن دوسرا اس جیسا نظر نہیں آتا۔

خلیل دنیا سے بے رغبتی اور اس سے اعراض کرنے والوں میں سے تھا وہ بہت ہی خوددار آدمی تھا وہ کسی کا احسان نہیں لینا چاہتا تھا اور نہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ خلیل کی خودداری، پرہیزگاری اور اس کے زہد و ورع کی فطرت خاصہ تھی کہ انھوں نے مال و دولت اور دنیاوی عیش و آرام کے لئے باوجود ایک منفرد عالم اور علم و فن کے موجد ہونے کے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی کسی کے سامنے سر جھکایا بلکہ بسبب زہد و تقویٰ وہ اپنی جھونپڑی ہی کو اعلیٰ و ارفع سمجھتا تھا۔

سفیان ثوری خلیل کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو کہ جو مشک اور سونے کا بنا ہوا ہو تو اسے چاہیئے کہ خلیل ابن احمد کو دیکھ لے۔

اس کے زہد و عبادت کے سلسلہ میں نضر بن شمیل کہتے ہیں:

کنا نمثل بین ابن عون و خلیل بن احمد ایهما تقدم فی الذهب والعبادة فلا ندری ایهما نقدم۔

اور آگے کہتے ہیں کہ ما رایت رجلاً اعلم بالسنه بعد ابن عون من خلیل بن احمد و کان یقول اکلت الدنیا بعلم الخلیل و کتبه۔

"نزهة الالباء فی طبقات الادباء" میں ابن الانباری نے خلیل کے علم و ادب اور فضل کے ساتھ ساتھ اس کے دوسرے شخصی پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ خلیل زہد و علم میں تمام اہل ادب کا سردار اور تصحیح قیاس مسائل نحو کے استخراج اور تعلیل

میں کامل تھا وہ عمرو ابن العلار کے شاگردوں میں سے تھا اور اس کے شاگردوں میں سے سیبویہ جیسا نحوی تھا سیبویہ کی کتاب میں زیادہ تر روایتیں خلیل کی ہیں اور جہاں بھی سیبویہ نے لکھا ہے " سالتہ " یا یہ کہ قائل کا ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے خلیل ہی مراد ہے۔

خلیل کے بہت بڑے بڑے علم کے اعتبار سے شاگرد ہوئے جنھوں نے بہت ہی اہم اہم کام انجام دیئے ان کے خاص شاگردوں میں سیبویہ، اصمعی، نضر بن شمیل، لیث بن مظفر وغیرہ ہیں۔

ایک ماہر فن استاد کی سب سے بڑی خوبی اور اس کی عظیم شخصیت کی دلیل ہے کہ زمانہ کے مشہور و معروف و یکتائے روزگار اور علم و ادب میں ماہر فن ہستیوں کو جنم دیا۔

خلیل وہ پہلا شخص ہے جس نے ایجاد علم عروض کے ساتھ ساتھ لغت کو ضبط کیا اشعار عرب کا احاطہ کیا اور ادب سے متعلق دو دو تین تین اشعار بھی کہے۔

خلیل ابن احمد کے مقولات و مرویات:

خلیل ابن علم و ادب، نحو، لغت، عروض اور علم سنت میں ایک اونچا مقام رکھتے تھے بلند پایہ علمار عربی اور اعلیٰ طبقہ کے رواۃ سے انہوں نے نحو، قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں ختم کر دیا ان کی زندگی کے حالات کا بنظر غایت مطالعہ کرنے سے ہمیں بہت سی نصیحت آموز باتیں نظر آتیں ہیں۔ وہ اپنے تلامذہ کے سامنے درس کے درمیان ذکر و نصیحت کی باتیں بھی بیان کیا کرتے تھے جو بہت ہی مفید اور سود مند ہوتی تھیں ہم ان کے چند ارشادات کو نقل کر رہے ہیں۔

درمیان درس ایک مرتبہ خلیل نے کہا کہ علم حاصل کرتے رہو اور دوسروں تک علم پہنچانے کی کوشش کرو اور اس چیز سے مت گھبراؤ کہ کہیں تم سے کوئی سوال نہ کرے اس لیے کہ اگر تم کسی بات کو نہیں جانتے ہو تو اسے جاننے کی کوشش کروگے اور تمہیں ایک نئی بات معلوم ہو جائے گی۔ علم تالا کے مشابہ ہے اور سوالات اس کی چابی۔

اسی طرح ایک بار اور خلیل نے درس کے دوران کہا کہ آدمی چار طرح کے ہوتے ہیں۔

رجلٌ یدری ویدری انہ یدری فھو عالم فاتبعوہ. ورجلٌ یدری ولا یدری انہ یدری فذاک فاسد فاذکروہ، ورجل لا یدری ویدری انہ لا یدری فذاک جاھل فعلّموہ، ورجل لا یدری ولا یدری انہ لا یدری فذاک مائق فاحذروہ۔

قال الخلیل: الزاھد من لا یطلب المفقود حتی یفقد الموجود وقال: الجود بذل الموجود وقال: الایام ثلاثہ: معھود، مشھود، وموعود، فالمعھود الامس والمشھود الیوم والموعود غداً۔

پھر اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا:

غرّ جھولاً املہ! حتّی یُوافی اجلہ!
من دنی من حتفہ! لم تغن عنہ حیلہُ
لا یصحب الانسان من دنیاہ الا عملہ

وقال: اذا افتقرت الی الذ خائر لم تجد ذخراً یکون کصالح الاعمال۔

خلیل ابن احمد دوستی کو استوار رکھنے اور تعلقات بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان بغیر دوست کے ایسا ہی ہے جیسا کہ داہنا ہاتھ بغیر بائیں ہاتھ کے اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

تکثّر من الاخوان ماستطعت انھم　　بطونٌ اذا استنجدتھم وظھور
وما بکثیر الف خِلّ لعاقل　　وانّ عدواً واحداً لکثیر

وقال: اذا اخبرک بعیبک صدیق قبل ان یخبرلہ بہ عدوُّ فاحسن شکرہ واقبل نُصحہ فانّک ان قبلتہ لم ینفعہ وان رددتہ لم تضُرَّ الا نفسک ومن اظھرلہ عیوباً وکشف لک عن مکروہٖ قناعاً فقس ما غاب عنک بما ظھرلک من فعلہ۔

ویحکی عنہ انہ قال ان لم تکن ھذہ الطائفہ (اھل العلم)
اولیاء اللّٰہ فلیس للّٰہ تعالیٰ ولیٌ

سمعانی نے لکھا ہے کہ خلیل احادیث میں مقاطیع روایت کرتا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے بھی اسکی تصدیق کی ہے اور طبقات الکبریٰ میں انکی روایت کردہ حدیثیں دی ہیں۔ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ خلیل ایوب سختیانی، عاصم الاحول، عثمان بن حاضر العوام بن حوشب اور غالب القطان سے راوی تھا اور حماد بن زید، سیبویہ، اصمعی، ہارون بن موسیٰ وغیرہ ان سے روایت کرتے تھے۔

خلیل ابن احمد کے اساتذہ وتلامذہ !

ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی بلندپایہ علمار قابل روات سے انھوں نے نحو قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی ان کے اساتذہ میں ایوب سختیانی، عاصم الاحول، ابوعمرو بن العلار، عیسٰی بن عمر، غالب القطان، العوام بن حوشب وغیرہ کا نام لیا جاتا ہے جن سے انہوں نے حدیث نبوی اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کی اور اس درجہ پر پہونچے کہ دنیا ان کے علم وفضل کا لوہا مانتی ہے اور ان کے شاگردوں میں اصمعی سیبویہ، نفر بن شمیل، لیث بن مظفر بن نصر، ابو عبید، مورج السدوسی جیسے قابل اور ذی علم لوگوں کا نام لیا جاتا ہے جنھوں نے آگے چل کر بہت بڑے بڑے کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔
ابن الانباری ان کے چار شاگردوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فن میں مہارت حاصل کی اور اپنے نام کے ساتھ خلیل کو بھی عزت و دوام بخشا اور ان کا نام روشن کیا ان میں ایک سیبویہ بھی ہے جو نحو میں فائق تھا دوسرا نضر بن شمیل جس پر لغت غالب آئی اور تیسرا مورج السدوسی جس پر شعر ولغت بھاری ہیں اور چوتھا جہضمی ہے جس نے فن حدیث میں کمال حاصل کیا۔

خلیل ابن احمد کے معاصرین !

خلیل ابن احمد کے معاصرین میں ایک نام یونس بن حبیب کا بھی آتا ہے۔ جو خلیل سے عروض سیکھنے ان کے گھر آیا کرتا تھا لیکن اسے عروض سیکھنے میں کافی مشکلات کا سامنا

کرنا پڑتا تھا بہت سی چیزیں سمجھنے میں اسے کافی وقت لگ جاتا ایک دن جب یہ خلیل کے پاس عروض سیکھنے آیا تو خلیل نے اس کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

اذلم تستطع شیئاً فدعه

وجاوز الی ما تستطیع

اور پوچھا کہ شاعر کا یہ شعر کس بحر میں ہے یونس بھی چونکہ خلیل کی صحبت میں رہتا تھا اور اس کے مزاج سے واقف ہو گیا تھا فوراً خلیل کا مطلب سمجھ گیا اور اس کے بعد سے عروض کا سیکھنا بند کر دیا۔

کتاب الاغانی میں ابو محمد الیزیدی سے مروی ہے کہ وہ جب بھی خلیل سے ملتا تو خلیل کہتا کہ مجھے کوئی عبداللہ ابن مقفع سے ملائے اور جب ابن مقفع سے ملتا تو وہ کہتا کہ مجھے کوئی خلیل ابن احمد سے ملائے چنانچہ ایک دن میں نے دونوں کو ملایا اور ان دونوں میں خوب علمی گفتگو ہوئی جب دونوں جدا ہوئے تو میں نے ابن المقفع سے خلیل کے بارے میں رائے معلوم کی کہ تم نے خلیل کو کیا پایا تو اس نے جواب دیا " رأیت رجلا عقلہ اکثر من علمہ " اور اسی طرح ایک دن خلیل سے ابن مقفع کے بارے میں سوال کیا کہ تم نے ابن مقفع کو کیسا پایا اے خلیل تو اس نے جواب دیا " رأیت رجلا علمہ اکثر من عقلہ "

تو اس پر مغیرہ بن محمد نے کہا کہ دونوں نے سچ کہا خلیل کی عقل نے اسکو اس نتیجہ پر پہنچایا کہ وہ ایک زاہد ہو کر اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور ابن المقفع کے علم نے اس کو یہاں تک پہونچایا کہ وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن المقفع کے قتل کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار اس نے عبداللہ بن علی کے لئے منصور کے پاس ایک خط لکھا جسمیں کچھ ایسی نامعقول باتیں بھی لکھ دی جو منصور کو بہت ناگوار گذری چنانچہ منصور نے سفیان بن معاویہ (جو اس وقت بصرہ کے امیر تھے) کے پاس یہ پیغام لکھا کہ ابن المقفع کو قتل کر ڈالو چنانچہ اس نے ابن المقفع کو قتل کر ڈالا۔

محاضرات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیل بن احمد اور نظام المعتزلی میں معاصرانہ چشمک تھی ان دونوں کے تعلقات آپس میں استوار نہ تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر نظام نے

خلیل کی مذمت کی اور کہا کہ خلیل نے اس کام کے کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے جس کے کرنے کی صلاحیت وہ نہیں رکھتا ہے۔ وہ عروض کے جال میں پھنس کر رہ گیا جس کی سوائے اس کے اور کسی کو ضرورت نہیں نظام خلیل کے علم وفن سے جلتا تھا اور طرح طرح کے جملے کسا کرتا تھا۔

خلیل ابن احمد بحیثیت عالم وفاضل :

خلیل بن احمد کے علم وفضل کا اندازہ نضر بن شمیل کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے وہ کہتا ہے "مارایت رجلاً اعلم بالسنة بعد ابن عون من الخلیل وکان یقول اکلت الدنیا بعلم الخلیل وکتبه۔

خلیل، نحو، لغت، علم عروض، ادب اور علم سنت میں اونچا مقام رکھتا تھا۔ اور ساتھ ہی روایت شعر میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا ابن حجر نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلیل کتنا ذہین اور ماہر علم وفن تھا انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک بار سیبویہ سے دریافت کیا گیا کہ خلیل کے پاس کوئی ایسا مسودہ موجود تھا جسکو دیکھ کر خلیل تم لوگوں کو پڑھاتا تھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کے پاس کوئی مسودہ نہیں دیکھا ہاں ایک باریک خط کی بیس رطل تحریریں تھیں جن میں لغات عرب درج تھے جو میں نے ان سے سنے اور نحو کے متعلق جو کچھ میں نے ان سے سنا ان سب کو انہوں نے زبانی سنایا اور لکھایا۔ لغت میں اور اسی طرح نحو کے اندر وہ بصرے کے دبستان کے مسلمہ رئیس الاساتذہ ہیں انھوں نے ریاضی موسیقی اور عروض پر بھی کتابیں لکھیں وہ کسی چیز کو کہنے سے پہلے اس میں غور وفکر کرتے بغیر سوچے سمجھے کبھی نہیں بولتے۔

صاحب معجم الادبار بیان کرتے ہیں کہ وہ سوال وجواب میں کبھی جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے ان کے غور وفکر اور تدبر کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے ابن شمیل سے مروی ہے کہ اصحاب یونس نحوی میں سے ایک نے خلیل کے پاس آکر ایک سوال کیا خلیل سوچنے لگا اور اتنی دیر تک سوچتا رہا کہ سائل اٹھ کر چلا گیا نضر وغیرہ نے خلیل سے ناراضگی کا اظہار کیا تو خلیل نے ان سے پوچھا کہ اگر میری جگہ تم لوگ ہوتے تو اس کا کیا جواب دیتے تو ان لوگوں

نے کہا کہ ہم فلاں فلاں جواب دیتے پھر خلیل نے ان سے کہا کہ تمہارے اس جواب پر یہ اعتراض پڑتا ہے اور اس جواب پر یہ اعتراض پڑتا ہے اگر وہ تم سے یہ اعتراض کرلیتا تو اس کا کیا جواب دیتے تو ان لوگوں سے صحیح جواب نہ بن پڑا اور الٹا سیدھا جواب دینا شروع کیا تو خلیل نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ کسی سوال کا جواب دینے سے پہلے خوب سوچیں سمجھیں اور جب تک اس کا صحیح جواب نہ معلوم ہو جائے اس وقت تک جواب نہ دینا چاہیئے۔

نوویؒ نے لکھا ہے کہ صاحب ورع دنیا کے اسباب میں کم گیر اور منقطع الی العلم تھا وفیات میں مذکور ہے کہ خلیل مرد صالح۔ عاقل اور حلیم تھا اور کمال کی ذہانت رکھتا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے بغیۃ الوعاۃ میں اسطرح ذکر فرمایا ہے۔

"کان الناس یقولون لم یکن فی العربیۃ بعد الصحابۃ اذکی منہ"

ابن حجرؒ نے نضر بن شمیل کا ایک قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو جس کے علم سے استفادہ کیا جاتا ہے خلیل سے زیادہ متواضع نہیں دیکھا۔ علامہ سیوطی نے ان کو زاہد، متواضع، رحمدل جیسے الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بصرہ میں ایک بار وہ عمر بن العلاء سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے تو مجلس میں چھپ کر بیٹھ گئے اور مناظرہ کے لئے سامنے نہیں آئے جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اس کی وجہ دریافت کی تو خلیل نے کہا

"نظرت فاذا ھو رئیس منذ خمسین سنۃ فخفت ان ینقطع فیفتضح فی البلد"

خلیل بن احمد کی فطرت اس کی خوبی اور بڑائی یہ تھی کہ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو بڑا و برتر نہیں سمجھا۔ ان کے نزدیک علم کی سب سے زیادہ اہمیت تھی وہ عالم کی بہت قدر کرتے تھے اور ہر ایک کے علم کو تسلیم کرتے تھے کبھی ان کے اندر تعصب، رقابت اور برائی اور غرور نہیں آیا۔

"المقتبس" میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بار سیار بن ہانی اپنے بیٹے کو خلیل کے پاس لے کر آیا اور خلیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا ابراہیم کچھ دنوں آپ کے خدمت میں رہکر علم حاصل کرے خلیل اس بچے سے کھیلنے کے انداز میں گفتگو کرنے لگے ان کے صحن میں ایک کھجور کا درخت تھا اسے دیکھ کر خلیل نے بچے سے کہا کہ اس کھجور کے درخت کا وصف بیان کرو تو اس

لڑکے نے خلیل سے کہا اُبجد حِ ام بِذم تو خلیل نے کہا بذم تو اس لڑکے نے اس کی برائی بیان کی اور کہا: "هی صبغة المرتقی، خیسئة المعتنی" اس کے بعد خلیل نے ایک شیشے کا پیالہ لیا اور اس سے کہا کہ میرے ہاتھ میں یہ جو پیالہ ہے اس کا وصف بیان کرو تو پھر اس لڑکے نے یہی سوال کیا اُبجد حِ ام بذم تو خلیل نے کہا بذم تو اس لڑکے نے اس پیالے کی برائی بیان کی اور کہا "هی سریعة الانکسار بطیئة الانجبار" خلیل اس لڑکے کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اس کی ذہانت و ذکاوت اور علم کا اندازہ لگا لیا اور اس کے علم کا اعتراف کیا اور ستیار سے کہا کہ تمہارا لڑکا تو بہت قابل ہے وہ مجھ سے کیا سیکھے گا اب تو میں خود ضرورت محسوس کرنے لگا ہوں کہ آپکے لڑکے سے کچھ سیکھوں۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیل کے اندر بڑاپن اور غرور بالکل نہیں تھا اور یہ انسان کا سب سے بڑا کمال ہے جو کہ خلیل کے اندر بدرجہ انتہار پایا جاتا ہے۔

تاریخ وفات:

خلیل بن احمد کی تاریخ پیدائش میں تقریباً تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ سنہ ١٠٠ھ میں پیدا ہوا لیکن ان کی تاریخ وفات میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے خلیل کی تاریخ وفات سنہ ١٧٥ھ بتلایا ہے ان کے قول کے مطابق سنہ ١٧٥ھ میں اس دارفانی سے کوچ کیا اور یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ خلیل نے چوہتر سال کی عمر پائی اس لحاظ سے سنہ ١٧٥ھ زیادہ قبولیت کے قریب ہے اس لئے کہ اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ خلیل کی پیدائش سنہ ١٠٠ھ میں ہوئی ہے۔

ابن الانباری نے لکھا ہے کہ خلیل کی وفات سنہ ١٦٠ھ میں ہوئی اور بقول ابن ندیم خلیل نے سنہ ١٧٠ھ میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔

ابن حجرؒ نے خلیل کی تاریخ وفات سنہ ١٧٥ھ بتایا ہے۔

ایسے ہی کچھ دوسرے لوگوں کا قول سنہ ١٧٤ھ بھی ملتا ہے۔

ان تمام اقوال کی روشنی میں یہ کہا جائے کہ خلیل کی وفات سنہ ١٧٥ھ میں ہوئی تو یہ حقیقت کے

زیادہ قریب ہوگا۔ اس لئے کہ تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی اور پھر ان میں سے اکثر کا کہنا ہے کہ اس نے چوہتر سال کی عمر پائی اس طرح اس کی وفات ۱۷۵ھ میں ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے اس کی موت کا سبب یہ بتلایا ہے کہ خلیل بن احمد نے یہ کہا تھا کہ میں حساب کا ایک ایسا طریقہ ایجاد کرنا چاہتا ہوں کہ اس حساب کے وجود میں آجانے کے بعد کوئی بنیا کسی لڑکی کو بھی دھوکہ نہیں دے سکے گا۔ اسی غور و فکر میں وہ مسجد میں داخل ہوا اور بے خیالی میں ایک ستون سے ٹکرا کر گر پڑا کہتے ہیں کہ اس سے خلیل کے دماغ میں چوٹ آگئی اور بھیجا ہل گیا اور وہیں پر فوت ہوگیا۔ بعض لوگوں نے اس کے انہماک کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ وہ عروض کے ایک بحر کی تقطیع کر رہا تھا۔

بہرحال خلیل بن احمد قول راجح کی بنیاد پر ۱۷۵ھ میں بصرہ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مالک حقیقی سے جا ملا اور اپنا نام ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں چھوڑ گیا اس لئے کہ جبتک کسی کے علمی ذخائر باقی رہتے ہیں وہ کبھی نہیں مرتا۔

تصانیف خلیل:

خلیل نے نحو، لغت، فلسفہ، عروض وغیرہ مختلف فنون پر بہت سی کتابیں لکھیں جن میں اکثر زمانہ کے حوادثات کی نذر ہوگئیں اور رہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا مندرجہ ذیل چند کتابوں کا ذکر تاریخ و سوانح کی کتابوں میں ملتا ہے جو خلیل کیطرف منسوب کی جاتی ہیں جرجی زیدان اور ابن ندیم نے بھی ان کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) کتاب العین (۲) کتاب النغم (۳) کتاب العروض (۴) کتاب الشواہد (۵) کتاب الایقاع (۶) کتاب النوادر (۷) کتاب النقط والشکل (۸) کتاب فائت العین (۹) کتاب فی معنی الحروف (۱۰) کتاب شرح حروف الخلیل (۱۱) کتاب فیہ جملۃ آلات العرب (۱۲) قطعۃ من کلام عن اصل الفعل (۱۳) کتاب الجمل۔ (باقی آئندہ)

تیسری قسط

عہد مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظریں (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء)

ڈاکٹر محمد عمر شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

مضمون وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے تیسری قسط تاخیر سے شائع کیا جارہا ہے
(ادارہ)

رلف فچ (۱۵۸۸ء تا ۱۵۹۱ء)

سوانح عمری: ہندوستان میں آنے والے انگریز سیاحوں میں رلف فچ کو بجا طور پر پہلا رہنما سیاح کہا جاسکتا ہے۔ وہ پہلا انگلستانی باشندہ تھا جس نے اس ملک کی سیاحت کی۔ اس نے اس ملک کے باشندوں، ان کے ملبوس اور ان کے رسوم کو قلمبند کیا۔ ۱۵۸۰ء میں مشرقی سمندر پر بلاشرکت غیرے پرتگالیوں کا پوری طرح سے تسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے ہندوستان آنے کا سمندری راستہ یورپی دوسری قوموں کے لئے بالکل بند ہو گیا تھا۔ چونکہ سمندری راستہ کو خطرناک سمجھا جاتا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ انگلستانی باشندے کو بری راستہ سے ہندوستان آنا چاہیئے۔

۱۵۸۳ء میں رلف فچ نیوز بری کے ساتھ ٹائی گر نامی بحری جہاز میں انگلستان سے روانہ ہوا اور وہ لوگ مئی کے مہینہ میں الیپو پہونچے۔ وہاں ایک مختصر قیام کے بعد بصرہ کے لئے روانہ ہوئے جہاں وہ ۶ راگست کو پہونچے۔ بصرہ کے نیوز بری، فچ اور اور لیڈس بحری جہاز سے ہرمذ کے لئے سوار ہوئے۔ اٹلی کے ایک تاجر کی رقابت کیوجہ سے انھیں پرتگالیوں نے حراست میں لے لیا۔ ان پر انہوں نے جاسوسی کا الزام عائد کیا اور قیدی کی حیثیت سے انہیں گووا لے آئے۔

گووا میں انہوں نے تھومس اسٹیون نامی ایک یسوعی اور ہیوٹن نامی ایک ولندیزی